نقد و استدراک

نصابِ زکوٰۃ

حکیم ظل الرحمٰن

مکرم بندہ جناب مولانا جلال الدین صاحب عمری سلام علیکم ورحمۃ اللہ

تحقیقاتِ اسلامی جنوری تا مارچ ۲۰۰۰ء میں جناب مولانا سید اسرار الحق سبیلی صاحب کا مضمون بہ عنوان "سونے چاندی کا نصاب زکوٰۃ" شائع ہوا ہے۔ پورے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ نصاب چاندی ۵۲ تولہ اور سونا ۷½ تولہ۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ سونا نصاب ہے ہی نہیں۔ نصاب صرف چاندی ہے۔ درہم و دینار اور مقدار پانچ اوقیہ چاندی یہ سب حسابی تطبیق کی شکلیں ہیں۔ نصابِ زکوٰۃ کے سلسلے میں احادیث کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ مشکوٰۃ شریف:۔

پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ بحوالہ بخاری شریف اور مسلم شریف۔ اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ ۵، اوقیہ چاندی ۲۰۰ درہم سکہ چاندی کے برابر ہوتی ہے (حضرت ابو سعید خدری) ۱۷۰۲

حدیث جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ:۔

فرمایا رسول اللہؐ نے کہ ادا کرو تم چالیسواں حصہ، ہر چالیس درہم پر ایک اور اس وقت تک تم پر کچھ واجب نہیں ہے جب تک پورے ۲۰۰ درہم نہ ہو جائیں۔ ایک سو نوے درہموں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

باوجود تلاش بسیار کے مجھے صحاح ستہ میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ملی جو سونے کا کوئی مقدارِ نصاب مقرر کرتی ہو۔ جس قدر احادیث ہیں ان میں حسابی تطبیق کے لیے ہدایات ہیں۔ صاحب ہدایہ نے صفحہ ۹۷۸ باب زکوٰۃ المال میں تحریر کیا ہے۔ "ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہوا، پس جب ۲۰۰ درہم (یعنی پانچ اوقیہ وزن) ہوں اور ان پر سال گزر جائے نیز تحریر فرمایا ہے کہ ہر ۲۰ مثقال سونے پر نصف مثقال، ۲۰۰ درہم کی احادیث موجود ہیں لیکن درہم چاندی کا ۳½ ماشہ کا سکہ تھا اس لیے ۲۰۰ درہم کا وزن ۵، اوقیہ ہی ہوتا ہے۔

حدیث ابو نعیم النخفی میں بھی ۲۰۰ درہم اور ۲۰ مثقال سونا بطورِ نصاب فرمایا گیا ہے (نصب الرایہ ج۲)

عبداللہ بن موسیٰ کی حدیث میں ۲۰ دینار کا نصاب مذکور ہے۔

دیگر تمام احادیث کی تفصیل یہ ہے کہ اس قدر پر اس قدر زکوٰۃ دو۔

دارقطنی کی حدیث سے بھی صرف سونے کے ۱/۴۰ حصہ زکوٰۃ ادا کرنے کی ہدایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۰ مثقال سونے میں سے ۳/۴ ۱ مثقال سونا بطور زکوٰۃ لے لیا۔

مشکوٰۃ شریف۔ حدیث ۱۷۰۳ کا اقتباس ہے "تین برس کی اونٹنی ہی قبول کی جائے اور

اگر میسر ہو تو دو بکریاں اور دیدی جائیں یا ۲۰ درہم دیدئے جائیں

مولانا علی میاں صاحب کی کتاب ارکان اربعہ صفحہ ۱۳۷ کے حاشیہ میں تحریر ہے
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایک مثقال ایک دینار کے مساوی تھا اور ایک دینار دس درہم کے برابر۔ اس لحاظ سے بیس مثقال یا بیس دینار دوسو درہم کے برابر ہوئے۔"

مندرجہ بالا تمام احادیث پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہے کہ نصابِ زکوٰۃ کی مقدار کی حدیث صرف ۵، اوقیہ چاندی والی ہے۔ دوسو درہم، بیس دینار یا بیس مثقال سونا اس وقت کی قیمتوں کے اعتبار سے ۵، اوقیہ کے برابر کی حسابی تطبیق ہے نہ کہ اصل نصاب، جیسا کہ اونٹ والی حدیث میں دو بکری یا بیس درہم کی بات کہی گئی ہے۔

نصابِ زکوٰۃ کے سلسلے میں کچھ بنیادی باتیں قابلِ غور ہیں۔

۱۔ نصابِ زکوٰۃ دراصل کسی شخص کا کم سے کم مالیت کا ہونا ہے یعنی وہ Minimum standard of wealth ہے جس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

۲۔ عملاً معاشرے میں ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی کے پاس صرف سونا یا چاندی ہی ہو اور کچھ واجب الزکوٰۃ مال نہ ہو، بلکہ مختلف النوع مال ہوتا ہے جس کی مالیت کا تعین اس ملک کے سکّوں میں کیا جاتا ہے۔

۳۔ Minimum standard of wealth صرف ایک ہی ہو سکتا ہے دو نہیں۔ جانوروں کی بات الگ ہے وہاں مالیت کا تعین مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ اس موضوع پر اگر درایتاً سوچا جائے تو وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ایک مخصوص ذخیرۂ مال زائد از حاجاتِ اصلیہ نصاب ہے۔ اس کی مقدار اگر کم ہوگی تو دینے والے زیادہ اور لینے والے کم ہوں گے اور اگر زیادہ ہوگی تو دینے والے کم اور لینے والے زیادہ ہوں گے اس حالت میں زکوٰۃ فنڈ کا توازن بگڑ جائے گا اور اسلام اپنے مالیاتی نظام میں کسی عدم توازن کی بات نہیں سوچ سکتا۔

حاصل یہ کہ بیس مثقال سونا نصاب نہیں ہے۔ نصاب صرف پانچ اوقیہ چاندی ہے باقی سب حسابی تطبیق ہے۔

نیازمند
ظل الرحمٰن
نئی دہلی